دار الامان کا ہفتہ

ایوان خلافت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمد للہ ترقی پر ہے یورپین ڈاکٹر نے اپنی تشخیص کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے کہ انتڑیوں میں کچھ خراش ہے اور لمبی بیماری کی وجہ سے اعضا میں کمزوری واقع ہو گئی ہے۔

لاہور میں بلغم۔ پاخانہ اور خون وغیرہ بھیجکر بھی تشخیص کرائی گئی ہے اور اس سے ثابت ہوا ہے کہ انتڑیوں میں خرابی کے سوائے اور کوئی تکلیف نہیں تشخیص کے صحیح ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک صراط مستقیم مل گیا ہے۔

علاج باقاعدہ ہو رہا ہے۔ احباب بدستور دعاؤں میں مصروف رہیں کہ خدا تعالیٰ اس امن و اخلاق اور پاکیزگی کے معلم اور مجمع الناس کے حقیقی بہی خواہ کو شفاء کامل و عاجل عطا فرمائے۔

قادیان میں انفلوئنزا سے بالکل آرام ہے حضرت میر محمد اسحاق صاحب کو بیماری کی الحمد للہ اب کوئی شکایت نہیں صرف ضعف باقی ہے احباب اس قابل قدر وجود کے لئے بھی باقاعدہ دعائیں کرتے رہیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے گھر میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آرام ہے اور صحت میں ترقی کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے انفلوئنزا میں جو امدادی سلسلہ جاری کرایا تھا اس کا دائرہ وسیع کر دیا گیا ہے اور دریائے بیاس کے کنارہ پر کچھ طبیب علاج اور امداد کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

میرے ہمدردوں کے خطوط

عزیزہ محمودہ خاتون کی وفات پر میرے غمگسار احباب نے کثرت سے تعزیت کے خطوط بھیجکر اس غم افزا حادثہ میں میری ہمدردی کی ہے اور اکثر احباب نے مختلف مقامات پر جنازہ غائب پڑھ کر مرحومہ کے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔ میں فرداً فرداً ان تمام احباب کے خطوط تعزیت کا جواب دینے کے قابل نہیں الحکم کے ذریعہ ان کی ہمدردی پر شکریہ کا اظہار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے آمین۔ میں اپنے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

اسلام کیلئے ایک خطرہ

(اہل اسلام اور اسلامی انجمنوں کی خاص توجہ طلب)

بعض امور ابتداً نہایت خفیف نظر آتے ہیں لیکن اگر بے پروائی اور سہل انگاری سے انہیں چھوڑ دیا جائے تو ان کے نتائج خطرناک ہو جاتے ہیں کئی سال کا عرصہ گذرتا ہے پنجاب چیف کورٹ میں ایک مقدمہ فیصلہ ہوا تھا جس میں ایک مسلمان عورت کے عیسائی ہو جانے پر اس کے سابقہ نکاح کو فسخ قرار دیا گیا تھا. اب چیف کورٹ پنجاب میں ایک فیصلہ ہوا ہے جسمیں ایک عیسائی شادی شدہ عورت کے مسلمان ہو جانے پر اس کے سابقہ نکاح کو بحال رکھا گیا ہے. عورت مذکور نے مسلمان ہو کر شادی کر لی تھی اور مرزا ظفر علی صاحب سشن جج نے اس نکاح کو جائز قرار دیا تھا. مگر چیف کورٹ نے ان کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا اور ملزم کو سزا دیدی. ان ہر دو فیصلوں سے اسلامی دنیا کے لئے جو خطرہ ہے وہ ظاہر ہے یعنی اگر ایک عورت کسی وجہ سے عیسائی ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو جائیگا. لیکن اگر عیسائی عورت مسلمان ہو جائے تو اس کا سابقہ نکاح بحال رہیگا. اس سے اسلامی تمدن اور معاشرت پر جو خوفناک اثر پڑ سکتا ہے اس کے تصور سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں. اس لئے تمام مسلمانوں اور اسلامی انجمنوں کا بحیثیت مجموعی یہ فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر متفق ہو کر غور کریں اور علماء اسلام (جن کے مشاغل بیرونی کسی تصریح کے محتاج نہیں) کچھ عرصہ کے لئے ان جھگڑوں کو چھوڑ کر اس خطرہ کے انسداد پر توجہ کریں.

انہیں ضروری ہوگا کہ وہ فقہ کے مسائل پر ایک مجتہدانہ نظر کریں. اور ایک فتوے اس کے متعلق ہر فرقہ کے علماء سے حاصل کرینگے بعد اسے قانونی صورت میں لانے کی کوشش کریں اس کوشش میں قانونی کونسلوں کے ممبروں کی شمولیت ایک ضروری امر ہوگا.

یہ امر ایسا نہیں کہ اسپر زیادہ عرصہ خاموشی اختیار کیجاوے میری رائے میں صدر انجمن احمدیہ کو جلد اس معاملہ پر توجہ کرنی چاہیئے. کیونکہ اسلام کی حمایت و اشاعت اس کے اولین مقاصد میں داخل ہے. تمام مسلمان اخبار نویسوں کو بھی متفقہ آواز اٹھانی چاہیئے.

آسٹریلیا میں مردہ جلانیکا قانون

(ایک اور خطرہ)

آسٹریلیا میں مردہ جلانیکا ایک قانون جاری ہونیوالا ہے وہ وقت قریب ہے کہ وہاں مردہ جلانے کا دستور ایک قانونی شکل اختیار کر کے مسلمانوں کے مذہبی امور میں ایک قسم کی مداخلت کی صورت اختیار کرے. اگرچہ مجھے یقین ہے کہ گورنمنٹ اس معاملہ پر خوب غور کریگی. اور ان قوموں کو جنکے ہاں مردوں کو دفن کرنا مذہبی امور کی حیثیت رکھتا ہے اس سے مستثنی کریگی لیکن احتمال ہے کہ قانون چونکہ عمومی رنگ رکھتا ہے اس لئے مسلمانوں کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچے.

قبل اس کے جو یہ امر قانونی صورت اختیار کرے ہندوستان کے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی متفق اللفظ ہو کر گورنمنٹ ہند کے ذریعہ آسٹریلیا کی گورنمنٹ کو توجہ دلانی چاہیئے کہ وہ اس قانون کو وہاں جاری نہ کرے اور اگر وہاں کی ضروریات اس قسم کی ہیں کہ اس قانون کے اجرا بغیر چارہ نہیں اور عیسائی یا یہودی اسپر کوئی تعرض کرنا نہیں چاہتے تو بھی مسلمانوں کے مذہبی احساسات کا خیال کر کے انہیں اس سے مستثنی قرار دیا جاوے یہ معاملہ ایسا نہیں کہ اسپر خاموشی اختیار کی جاوے. اور جب کوئی قانونی صورت پیدا ہو جاوے پھر شور مچایا جاوے بہتر ہوگا کہ ہندوستان کی اسلامی انجمنیں ایک متفقہ میموریل گورنمنٹ آف انڈیا کے

(کاتب سلطان احمد. احمدی)

درس قرآن فی رمضان

۱۲ جون دوسرا روزہ

از افادات مولینا محمد سرور شاہ صاحب

(نوشتہ قاضی اکمل)

۱۶۔ ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر۔ شے ہر چیز کو موجود ہو یا علم میں کہتے ہیں اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیا خدا اپنی ذات کے بنانے پر بھی قادر ہے؟ بعض مفسرین نے جواب دیا ہے کہ جیسے (ا) تیت من کل شیء سبباً (ب) وفتحنا علیہم ابواب کل شیءٍ میں کل مخصوص افراد کے احاطہ کے لئے ہے۔ میرے نزدیک یہ جواب کافی نہیں کیونکہ آیات پیش کردہ میں قرینہ سے کل مقید ہے۔ پس دوسرا جواب صحیح ہے کہ شے سے مراد چاہی ہوئی بات ہے (ان اللہ علی کل مایشاء قدیر) اس کی تصدیق۔ فعال لما یرید۔ یفعل مایشاء ویحکم مایرید سے ہوتی ہے (ب) ہر آیت کا خاتمہ کسی صفت و اسم الٰہی پر ہوتا ہے۔ اس میں دلیل ہوتی ہے۔ اس سے پہلے دعوے کی یہاں قدیر صفت ہے۔ جو دعوے لو شاء اللہ لذہب آلایۃ کی دلیل ہے۔

(رکوع سوم)

۱۷۔ ضرورت کتاب بتانے کے بعد لاریب فیہ کی دلیل دیتا ہے۔ (اور اسی ضمن میں یہ بھی بتایا ہے کہ تم جس طریق پر عبادۃ کر رہے ہو وہ مقبول نہیں۔ مقبول طریق تو وہی ہو سکتا ہے جو کتاب الٰہی میں ہو) یہ دلیل کی ضرورت بمقابلہ مشرکین و یہود و نصاریٰ ہے۔ مشرکین کے لئے صرف عقلی دلیل چاہیئے اور اہل کتاب کے لئے نقلی بھی۔ پہلے امیین کو لیا اور عقلی دلیل دی جو دونو گروہ کے لئے کام دے سکتی ہے۔ دلیل سے پہلے حکم دیا۔ اعبدوا مشرکین عبادت کرتے تھے۔ مگر اللہ کے ساتھ غیر کو بھی ملاتے تھے اس لئے فرمایا ربکم کون رب الذی خلقکم والذین من قبلکم۔ تمام معبودات باطلہ نکل گئے (ب) لعلکم تتقون۔ تا نجات پاؤ (ج) سماء بلند فضا بیرونی مضر اثرات سے بچانے والی۔ اسی لئے بناء فرمایا (د) من السماء ماء بادل سے پانی (ہ) انداد۔ ند کے معنے شریک و ہمسر۔

۱۷ (ا) وان کنتم فی ریب۔ ان کے طریق عبادت پر جرح کر کے حکم الٰہی کی ضرورت بتائی اس کی صداقت کا لاریب فیہ کی دلیل شروع ہوتی ہے۔ (ب) فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ ہر چیز کے پہچاننے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ خدا کی چیز کی شناخت کا یہ ذریعہ ہے کہ اس کی بنائی ہوئی چیز بے مثل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ لیس کمثلہ شیء ہے۔ پس قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونیکا یہ ثبوت ہے کہ اس کی مثل کوئی نہیں لاسکتا (ج) شہداءکم۔ شہید ایسا ثالث جو ایک فریق کا طرفدار بھی ہو۔ (د) مثل عام ہے یعنی کلام میں جو خوبیاں لفظی و معنوی ہو سکتی ہیں ان سب کی مثل مراد ہے (ہ) فاتقوا النار یعنی بچنے کا ذریعہ اس کتاب پر ایمان ہے پیشگوئی کر دی۔ (و) الناس والحجارۃ۔ پتھر آدمی کیونکر ایندھن بنیگے؟ یہ سوال کرنے والے بتائیں کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ آگ بھی ایسی ہی آگ ہے جیسی دنیا میں دیکھتے ہیں۔ اس آگ کی تعریف نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ میں بتائی۔ (ز) اعدت للکفرین۔ اس سے یہ استدلال صحیح نہیں کہ جہنم ازل سے تیار بنی ہوئی چلی آتی ہے۔ صحیح یہی ہے کہ جہنم و جنت انسان کے اعمال کے اظلال و آثار ہیں۔

۱۸۔ من تحتہا الانہار۔ جو باغ ساحل پر ہوں وہ بہت شاداب اور دلکش نظارے والے ہوتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ درختوں کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی اس طرح تو سیر بھی مشکل ہو جاتا ہے (ب) واتوا بہ متشابھاً۔ ایک معنی تو یہ کئے ہیں کہ شکل میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہونگے۔ ذائقہ میں عجیب مگر ایک دفعہ تو ایسا ہو سکتا ہے وہاں کلما رزقوا آیا ہے یعنی جب کبھی کھانے لگینگے۔ دوسرے معنے یہ ہیں ولمن خاف مقام ربہ جنتان

حاشیہ: حضرت ابن عباس سے اس کا مطلب [illegible] عبادت الٰہی [illegible]

یعنی ایک جنت یہی دنیا میں ملتی ہے۔ پس اس دنیا میں جن اخلاق و اعمال سے لذت روحانی ملا کرتا تھا۔ وہی دوسری جنت میں پھلوں کی صورت متمثل ہونگے کیونکہ جزا روفاق کی باتحت جزا بھی مشابہ ملتی ہے۔

۱۹۔ مثلاً ما بعوضۃ۔ مفسرین کہتے ہیں کہ بعض آیات میں ذباب وعنکبوت کا ذکر ہے اس پر کفار نے ہنسی اڑائی۔ اس لئے یہ فرمایا لیکن اگر یوں بنتا تو پھر یہ آیت بھی ان کے ساتھ چاہیئے تھی۔ یہاں ربط قرآنی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انعام جنت کا ذکر تھا۔ اس پر کفار نے تمسخر کیا۔ کہ پہلے تو ما لا اذن سمعت ولا عین رأت وما خطر علی قلب بشر بتایا جاتا تھا اب دنیاوی پھلوں اور نعمتوں کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا۔ یہ تو اس آنے والی جنت کے انعام سمجھانے کے لئے ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے مچھر۔ ہاتھی سے گونہ مشابہت رکھتا ہے۔

(ب) یضل بہ کثیرا۔ گمراہ ٹھہراتا ہے گمراہی کا فتویٰ دیتا ہے کیونکہ بوجہ ان کی بداعمالیوں کے۔ اللہ سے نقض عہد۔ ماموران الٰہی سے قطع تعلق۔ مخلوق الٰہی کو دکھ۔ جن بدبختوں میں یہ باتیں ہونگی وہ فاسق کے فتویٰ کے مستحق نہونگے تو اور کیا؟ جن میں یہ باتیں ہونگی انہیں گمراہ کیا کرنا وہ تو سب مراتب طے کر چکے ہیں۔ نہ خدا سے محبت وتعلق۔ نہ برگزیدگان خلق سے۔ اخلاص نہ مخلوق الٰہی کی دعائیں لینے والے کام وہ یقیناً فاسق ہیں۔

۲۰۔ کیف تکفرون کس طرح تم اللہ سے بغاوت کروگے۔ کفر کے معنے بغاوت کے نہ کہ انکار کے۔ کیا یہود اللہ کے منکر ہیں جو انہیں کافر کہا البتہ باغی ضرور ہیں (ب) کنتم امواتاً۔ حیات کے نہ ہونے کا نام اموات ہے

۲۱۔ خلق لکم ما فی الارض۔ یعنی ابھی تم پیدا بھی نہیں کئے گئے تو تمہارے لئے ما فی الارض کو مقدر کر دیا یہ انتہا احسان ہے۔ خلق کے تین معنے آتے ہیں (۱) ایجاد۔ پیدا کرنا۔ سوائے خدا کسی کے لئے نہیں ہل من خالق غیر اللہ (۲) ڈھانچہ بنا لینا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ معلوم ہوا دوسری ہیں جن پر خالق کا لفظ ان معنوں میں استعمال ہوسکتا ہے (۳) اندازہ کرنا۔ اس آیت میں یہ آخری معنے مقصود ہیں کیونکہ خلق صیغہ ماضی ہے حالانکہ نہ صرف آسمان کی پیدائش کے بعد بلکہ اب بھی کئی چیزیں بن رہی ہیں۔ اور آیندہ پیدا ہونگی (آسمان کے خلق میں سے تو کوئی نباتات کوئی حیوان زندہ بھی نہیں ہوسکتا) اگر خلق کے معنے پیدا کرنے کے لیں تو ماننا پڑیگا کہ زمین پہلے بنی پھر آسمان۔ حالانکہ دوسری آیت میں آیا ہے ام السماء بنٰہا۔ رفع سمکہا فسوٰہا والارض بعد ذلک دحٰہا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک خلق ارض ایک دحو ارض۔ دحو بعد میں ہوئی۔ مگر یہاں تو ما فی الارض کے خلق کا ذکر ہے جو بہرحال دحو ارض کے بعد ہی ہوسکتی ہے پس یہ خلق ارض آسمان سے پہلی رہی۔ یہ دوسری آیت کے خلاف ہے اس لئے ثابت ہوا کہ یہاں خلق کے معنے تجویز واندازہ کے ہیں۔ (ب) سبع سموات سات کیوں بنایا؟ اس کا جواب وھو بکل شیء علیم میں دیا ہے کہ یہ سوال کرنیکا تمہیں حق ہی نہیں۔ ہر ایک حصہ جو دوسرے سے ممتاز ہے اسے ایک طبقہ فرمایا۔

۱۳ جون تیسرا روزہ

(رکوع چہارم)

۲۲۔ واذ قال ربک۔ اسے مشورہ کہنا سخت غلطی ہے مشورہ میں تو تردد ہوتا ہے کہ آیا یہ کام کروں یا نہ کروں مگر یہاں تو انی جاعل فی الارض فرمایا ہے یعنی یقیناً بتحقیق میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ (ب) خلیفہ کو نکرہ رکھا ہے۔ احتمال ہے کہ فرشتے ہی ہو جائیں یا آدم ہو۔ پس خلیفہ کہنے سے یہ سمجھنا کہ فرشتوں نے یہ سنتے ہی سمجھا کہ آدم خلیفہ بننے والا ہے اس لئے اس پر خونریزی کا الزام لگایا۔ بالکل غلط ہے۔ یہاں دو مفعول نہیں پس یہ معنے نہیں ہونگے کہ فلاں کو خلیفہ بنانیوالا ہوں بلکہ یہ کہ میں خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ یعنی منتظم حاکم۔ چونکہ منتظم سے یہ واضح ہوتا تھا

کہ ضرور کوئی نئی مخلوق فساد کرنے والی ہوگی جس کے لئے اس عہدہ کی ضرورت پڑی۔ اس لئے فرشتوں نے عرض کیا آپ اس زمین میں پیدا کریں گے وہ مخلوق جو فساد کریگی اور خونریزی کہ ان کے لئے منتظم حاکم کی ضرورت ہے ہم تو آپ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ فرشتے چونکہ خود پاک تھے اس لئے نہ سمجھ سکے کہ قدوس خدا کی ایسی مخلوق کیونکر ہوگی جو فساد و خونریزی کرے گی۔

(ج) صفات ثبوتی کا ذکر حمد (خدا رحمٰن ہے) اور صفات سلبی (خدا عاجز نہیں) کا ذکر تسبیح کہلاتا ہے۔ اور تقدیس خدا کے افعال کو نقصوں سے پاک سمجھنا۔ ملائکہ نے اپنے قیاس کرکے ایسی مخلوق کی پیدائش کو خدا کی قدوسیت و سبوحیت کے خلاف سمجھا اس لئے تقدیس کرا کے اپنے اعتراض کو قوی کیا (د) انی اعلم خدا نے اس سوال کے جواب میں انی اعلم کہا اور اس کا ثبوت یہ دیا کہ اسماء آدم کو سکھا دیئے فرشتوں کو نہ بتائے پھر پوچھا تو فرشتوں کو لاعلمی کا اقرار کرنا پڑا اور یہ تسلیم کرنا کہ بیشک خدا اعلم ہے۔ جسے علم دے وہی جان سکتا ہے یہ آدم اور فرشتوں کے درمیان مقابلہ نہ تھا کہ خدا پر طرفداری کا الزام آ سکے۔ اور نہ یہ بتانا مقصود تھا کہ آدم خلافت کے لائق ہے اور تم نہیں بلکہ صرف اپنا اعلم ہونا ثابت کرنا تھا جو بوجہ احسن کر دیا (ھ) ان کنتم صادقین اگر تم سچے ہو اس بات میں کہ تم بھی کچھ جانتے ہو اور یہ بات سمجھ سکتے ہو کہ ایسی مخلوق میری قدوسیت کے خلاف ہے اور اس کی پیدائش میں میری کوئی خاص حکمت نہیں۔ حالانکہ تم اسے نہیں جان سکتے۔ کیونکہ تمہارا علم ناقص ہے میرا کامل (و) انک انت العلیم الحکیم۔ یہ قول واضح کرتا ہے کہ آدم کے مقابلہ میں کوئی بات نہ تھی ورنہ وہ کہتے ہو اعلم منا جیسے باپ بیٹے میں کوئی بات ہو تو ایک شخص کا بیٹے کو کہنا میاں یہ تمہارا باپ ہے صرف اسے متنبہ کرنا ہوتا ہے ورنہ بیٹا پہلے ہی جانتا ہے اسی طرح فرشتے تسبیح و تحمید تو پہلے ہی کرتے تھے مگر ان کا یہ کہنا کہ ایسی مخلوق خدا کی قدوسیت سے کس طرح پیدا ہو سکتی ہے ٹھیک نہ تھا اس لئے انہی کی زبان سے اقرار کروایا اور کہلوایا اور یاد دلوایا کہ اس قسم کا گمان تمہارے مسلمات کے خلاف ہے (ز) الاسماء ان چیزوں کے نام جس کی آدم کو ضرورت پڑنی تھی۔ چونکہ علم الٰہی میں آدم ہی منتظم حاکم تھا اس لئے اسی کو پیش کیا۔ تاکہ فرشتوں کی نظر میں اس کی عظمت ہو اور اس کے معاون ہوں ۞

۲۳ = ابلیس کے لئے دوسرے مقام پر کان من الجن فرمایا جب فرشتوں کے لئے یہ حکم تھا تو اس سے گھٹیا درجہ کی مخلوق خود بخود اس حکم میں آ گئی ۞

۲۴ = الظلمین۔ کسی کا قصور کرنے والا۔ جو اپنے نفس کا ظلم کرنے والا ہو اسے ظالم لنفسہ کہتے ہیں (ب) عنھا بذریعہ اس شجرہ کے (ب) پھسلا دیا اس جنت سے۔ وہ شجرہ کیا ہے؟ یہ خدا اور اس کے رسول نے معین نہیں کیا۔ کیونکہ شجرہ سے مراد درخت نہ تھا۔ کہ اس کا نام لیا جائے۔ بعضکم لبعض عدو میں اس شجرہ (مشاجرہ ہے) کا پتہ دیدیا۔

۲۵ = مستقر۔ ٹھہرنا اور ٹھہرنے کی جگہ (ب) فتاب علیہ رجوع برحمت کیا اس پر۔ (ج) پہلے بطور اظہار ناراضی و قلنا اھبطوا فرمایا۔ بعد قبول توبہ پھر بھی قلنا اھبطوا ہی فرمایا یعنی میرا وہ حکم برقرار ہے اب جنت حاصل کرنے کا اور ذریعہ ہے۔ وہ کیا؟ اتباع ہدی۔

(رکوع پنجم)

۲۶ = انعمت علیکم۔ بعثت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم (ب) اوفوا بالعہدی الآیہ وہ عہد جس کا مطالبہ میں کروں۔ دیکھو استثنا ۱۸ باب تم اس کی طرف کان دھریو (ب) جو اس کی باتوں کی طرف کان نہ دھرے گا۔ میں اس کا حساب ان سے لوں گا۔ بعہدکم وہ عہد جس کا مطالبہ تم کر سکتے ہو۔ وہ یہ کہ اگر میرے نبی کی پیروی

کرو گے تو میں تم پر آسمانی و زمینی برکتیں دونگا۔ (باقی آئندہ)

آہ! میر حامد شاہ مرحوم

۱۶ ر نومبر ۱۹۱۸ء کی صبح سیالکوٹ سے ایک برقی پیام لیکر آئی جس نے ساکنان قادیان پر ایک بجلی سی گرادی۔ یہ برقی پیام حضرت میر حامد شاہ صاحب کی وفات کی خبر تھی جو آپکے صاحبزادہ سید احمد صاحب کی طرف سے تھا کہ میر حامد شاہ صاحب نے حرکت قلب کے بند ہو جانے سے انتقال فرمایا۔ یہ تار حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کے نام تھا۔ حضرت کی صحت پر شاہ صاحب کے انتقال کی خبر کا جو اثر ہوا وہ ظاہر ہے۔ اسی ڈاک میں شاہ صاحب کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط بھی تھا جس نے اصل واقعہ کو کسی قدر مشتبہ کر دیا۔ مگر موت کی خبر کو یقینی قیاس کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کو پہلا خیال یہ پیدا ہوا کہ شاہ صاحب کے جنازے کو قادیان لانے کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور آپ کی وفات کے تفصیلی حالات کا علم ہونا ضروری ہو اس غرض .... اور تعزیت کے لئے سب سے پہلی گاڑی میں خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھیجا گیا وہاں جانے پر معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب

اپنے مرشد و آقا پر قربان ہو گئے

شاہ صاحب کی وفات ایک سبق آموز واقعہ ہے۔ شاہ صاحب ۲۵ سال گذشتہ سے برابر تہجد کی نماز کے پابند تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کی خبر نے آپکو بہت مضطرب کر رکھا تھا۔ آپنے بہت دعائیں کیں مرنے سے دو دن پیشتر تہجد کی نماز کے وقت اپنے گھر میں کہنے لگے کہ بہت دعا کی ہے ابھی تک قبول نہیں ہوئی حضرت صاحب کو صحت نہیں ہوئی شاید وہ اضطراب جو قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے پیدا نہیں ہوا یہ کہکر فوراً ننگے سر اور ننگے پاؤں اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گئے۔ اور خاک پر سجدہ میں گر کر بہت دیر تک دعا کرتے رہے ان کی اہلیہ صاحبہ بھی اوپر گئیں مگر یہ دیکھکر کہ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں واپس آگئیں

غرض پہلی اضطرابی کیفیت قلب میں پیدا کر چکنے پر خوب دعا کی اور اسی دعا کے ساتھ ہی ایک یقین انکو دلایا گیا کہ دعا قبول ہو گئی۔ اسی حالت میں نیچے اترے اور اگر فرمایا کہ دعا تو قبول ہو گئی۔ مگر میں خود بیمار ہو گیا ہوں۔ بائیں طرف مونڈھے کے قریب فرمایا کہ درد کی چمک ہے۔ کوئی تشویش اور تردد اس درد پر ظاہر نہیں کیا بلکہ یہ اطمینان تھا کہ دعا کے لئے اضطراب پیدا ہو گیا ۱۶ ر نومبر ۱۹۱۸ء کی شام کو بعد نماز مغرب حکیم احمد دین صاحب کو کہا کہ میرے اس بائیں پہلو میں کچھ درد ہے۔ قادیان میں جو نسخہ ان ایام میں استعمال کیا گیا ہے۔ میں نے بنوایا ہے گھر میں تو آرام ہے مگر مجھے اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تمہاری کیا رائے ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا۔ کہ یہ مت سمجھو کہ میں موت سے ڈرتا ہوں موت تو ایک بڑی پیاری چیز ہے۔ کیونکہ محبوب حقیقی کو ملنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ ہاں بیماری کی تکالیف کے سلسلے کا لمبا ہونا اس کو طبیعت نہیں پسند کرتی "

غرض اس قسم کی باتیں کر چکنے کے بعد برادرم مکرم ماسٹر عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر کے ہاں دعوت پر گئے اور وہاں حدیث المائدہ میں فرمایا کہ

محبوب حقیقی کے وصال کے لئے روح میں بڑی تڑپ اور

اضطراب ہے اور جی چاہتا ہے کہ بہت جلد وصال ہو اس وصال کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ موت۔ یہ موت کوئی ڈرانی چیز نہیں۔ بلکہ بہت پیاری ہے۔ اور میں تو اس سے نہ ڈرتا ہوں نہ گھبراتا ہوں۔ البتہ اس کو طبیعت نہیں چاہتی کہ آدمی تکالیف اٹھا کر مرے۔

اس قسم کی باتیں کرتے رہے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھکر سو رہے۔ اور حسب معمول تہجد کو اٹھے اور تہجد کی نماز کے بعد پھر اسی درد کی چمک کا ذکر کیا اور چار مانگی۔ چنانچہ آپ کی مونس و رفیق بیوی نے فوراً قہوہ طیار کر کے دیا جو پیا اور صاحبزادی کو کہا کہ درد کی جگہ کو ذرا ملواو بچوں نے ہاتھ رکھا ہی تھا کہ شاہ صاحب ابدی نیند

میں سو گئے۔

اور وہ وصال حقیقی جس کے لئے شاہ صاحب اپنی روح میں ایک تڑپ اور شوق ظاہر کر رہے تھے حاصل کر لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ۱۵ نومبر ۳ بجے کا وقت تھا۔ اسی وقت شہر میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی اور مشہور ہو گیا کہ

شہر کا قطب فوت ہو گیا

شاہ صاحب کی عمر وفات کے وقت ۵۹ سال ڈیڑھ ماہ تھی یہ مختصر واقعات میں نے لکھ دیئے ہیں۔ **شاہ صاحب کے** شمائل واخلاق سلسلہ کے لئے آپ کا وجود کیسا مفید بابرکت تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ آپ کو کیسی نیازمندی اور ارادت اور اس میں استقامت اور وفا کی زبردست لہر تھی یہ باتیں مجھ سے بہت کچھ لکھوانا چاہتی ہیں حضرت **شاہ صاحب** کا نام سلسلہ کی تاریخ میں بہت اونچی جگہ اور بہت جلی الفاظ میں لکھا ہوا ہے میں آپکے اخلاق وشمائل اور دوسرے امور پر انشاء اللہ بہت صراحت سے لکھنا چاہتا ہوں اس وقت الحکم کے ناظرین کو اس محسن ومخدوم بھائی کی وفات کی خبر محزون قلب کے ساتھ پہونچاتا ہوں اور التماس کرتا ہوں کہ **حضرت شاہ صاحب کا جنازہ تمام مقامات پر پڑھا جاوے**

شاہ صاحب کی وفات سلسلہ کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے اور بہت بڑا نقصان ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اس صدمہ عظیمہ کے پیچھے بہت بڑا اجر بھی ہے۔

شاہ صاحب کی زندگی جس طرح ہمیشہ جماعت میں اخلاص اور عملی روح پیدا کرنے کی محرک تھی۔ اسی طرح ان کی وفات اور وصال بھی جماعت میں ایمان اور عرفان پیدا کرنے کا موجب ہوگا **شاہ صاحب** اپنے پیچھے اولاد کثیر اور ایک وسیع کنبہ چھوڑ گئے ہیں۔ اور ان کے دوستوں اور مخلص احباب کا حلقہ تو بہت ہی وسیع ہے شاہ صاحب کو امانتاً سیالکوٹ دفن کیا گیا ہے اور جلد سے جلد انہیں مقبرہ بہشتی میں لا کر دفن کیا جائیگا۔ شاہ صاحب کے خاندان کے ساتھ کل جماعت کو خاص طور پر ہمدردی ہے اور یہ خبر تمام جماعت میں ایک خاص رنج اور افسوس سے پڑھی جائیگی خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کو اپنی رضا کے اعلیٰ مقام پر جگہ دے اور آپکے درجات کو بلند کرے اور پس ماندگان کو **صبر جمیل** عطا فرما دے۔ آمین۔

جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں تفصیل کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کے حالات وشمائل پر ایک تبصرہ بہت جلد انشاء اللہ الحکم میں شائع کیا جائے گا۔

بمبئی سے ایک افسوسناک خبر

بمبئی سے مکرم سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب سوداگر چھتری کی اہلیہ کرمہ کے انتقال کی افسوسناک خبر بھی احباب کو کچھ کم صدمہ پہونچانیوالی نہیں مرحومہ خاتون نے سیٹھ صاحب کی زوجیت میں آنے سے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شناخت اور قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے گذشتہ سفر بمبئی کی تقریب پر مرحومہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے یعنے حضرت ام المومنین اور دیگر خواتین خاندان خلافت کے ساتھ اپنے اخلاص ومحبت کے اظہار کا کافی موقعہ ملا۔ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر لکھ سکتا ہوں کہ مرحومہ کو احمدی احباب کی خاطر تواضع اور مہمان نوازی میں خصوصاً مسرت ہوتی تھی وہ اپنی قومی برادران سے اس قدر خوش نہ ہوتیں جس قدر احمدی بھائیوں کے آنے پر انہیں مسرت ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے خصوصاً انہیں ارادت وعقیدت تھی غرض

بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والی میں

مرحومہ تین سال کا ایک بچہ **ہاشم اسمٰعیل** اپنی نشانی چھوڑ گئی

حضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کا پیغام
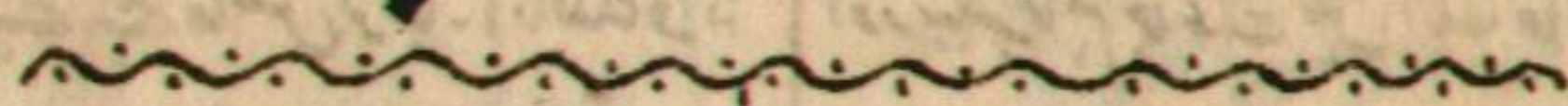
گذشتہ چار سال کا ہنگامۂ عظیم ملک معظم اور ان کے اتحادیوں کی کامل فتح کے ساتھ اب ختم ہو گیا ہے۔ ہمارے دشمن یکے بعد دیگرے ہتھیار ڈال کر صلح کے ملتجی ہوئے آخر کار ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ میں "اخبار حق" کے ذریعہ ایثار اور وفاداری کے اس غیر متزلزل جذبہ کا جو دوران جنگ میں فکر و اندیشہ کے باوجود پنجاب نے ظاہر کیا ہے۔ اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔

ابتدائے جنگ سے پنجاب نے اب تک اپنے چار لاکھ فرزند میدان جنگ میں شہنشاہ معظم پر قربان ہونے کے لئے بھیجے ہیں فرانس اور بلجیم۔ افریقہ اور ایران اور سب سے زیادہ مصر اور فلسطین شام اور عراق عرب میں ان بہادروں نے اپنے صوبہ کے روایات تفاخر کو برقرار رکھا ہے۔ ہندوستان کی سرحدوں کی کامیابی سے حفاظت کی اور جنگ کو فاتحانہ اختتام تک پہنچانے میں اشرف ترین حصہ لیا ہے۔ پنجاب ہمیشہ ان جانباز بہادروں کی یاد تازہ رکھیگا۔ جنہوں نے میدان میں لڑتے ہوئے جان دی اور جنگ سے واپس آنے والوں کا تہ دل سے خیر مقدم کریگا اور ساتھ ہی ان کو بھی فراموش نہیں کرے گا۔ جنہوں نے گو خطرات جنگ میں حصہ نہیں لیا تاہم صوبہ میں امن و امان برقرار رکھنے اور میدان جنگ میں افواج کی تعداد کو قائم رکھنے اور مجروحین اور مصیبت زدوں کی اعانت کرنے میں امداد دی ہے

میرے لئے یہ امر موجب فخر ہے کہ پنجاب نے میری دوران حکومت میں بلند ہمتی کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کیا ہے اور میں صوبہ کے حاکم ہونے کی حیثیت سے ان سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے پنجاب کے شاندار مفتخر رتبہ کو سرزمین ہندوستان اور سلطنت برطانیہ میں برقرار رکھا ہے۔

ایم۔ ایف۔ اوڈوائر

یاد رفتگان

انفلوئنزا کے گذشتہ حملہ نے بہت سے دوستوں کو آزمایش میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو صبر جمیل عطا فرما وے اور ہم سے جدا ہونے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین ہمارے بچھڑے ہوئے دوستوں میں بعض موتیں اس قسم کی ہوئی ہیں جو دل کو محزون بنانے اور آنکھ کو آنسو بہانے کے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ ان میں سے جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے پیارے بیٹے بشیر اور اس کی اہلیہ کی وفات ایک ہولناک حادثہ ہے یہ دونوں موتیں ایک ہی دن واقعہ ہوئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ پیغام صلح جس میں واقعہ وفات درج تھا قادیان نہیں بھیجا گیا۔ اور میں نے بعد میں لکھ کر منگوایا۔ اور دوسرے کسی طریق پر بھی خبر نہیں پہنچ گئی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے ہی میں الحکم میں اظہار تعزیت کرتا۔ خواجہ صاحب سے میرا اختلاف ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ان کے رنج و راحت میں میں حصہ دار نہیں وہ اختلاف خدا کی رضا کے لئے ہے۔ خواجہ بشیر ہونہار نوجوان تھا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے امید تھی کہ وہ ایک مفید اور کار آمد وجود ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جو چاہا کیا۔ ہم اس کی رضا پر راضی ہیں۔ خواجہ صاحب کے ساتھ اسی صدمہ میں ہیں کی ہمدردی